THE AKHBAR AL HAKAM.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

والیان ریاست اور امراء سے ۵ف

معاونین الحکم سے ۱ف

عوام سے ہمہ

سرپرستان الحکم سے ۲ف

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸ کو شائع ہوتا ہے *

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی * وہ ابینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی * ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب عرفانی احمدی۔

جلد ۱۰ | مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۳ء یوم یک شنبہ | نمبر ۴

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیادر بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

اخلاقیات

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

اَمْوَالُکُمْ میں عورتیں داخل ہیں عورتیں چونکہ پردہ میں رہتی ہیں اسلئے ان کا نام بھی پردہ میں رکھا ہے اور اسلئے بھی کہ عورتوں کو انسان مال خرچ کرکے لاتا ہے **مال** مال سے لیا گیا ہے یعنی جسکی طرف طبعاً توجہ اور رغبت کرتا ہے عورت کی طرف بھی چونکہ طبعاً توجہ کرتا ہے اسلئے اسکو مال میں داخل فرمایا ہے مال کا لفظ اسلئے رکھا تا کہ تمام محبوبات پر حاوی ہو۔ ورنہ اگر صرف نساء کا لفظ ہوتا تو اولاد اور عورت دو ہی چیزیں قرار دیجاتیں اور اگر محبوبات کی تفصیل کی جاتی تو پھر دس جزو میں بھی ختم نہ ہوتا غرض مال سے مراد کلما یمیل الیہ القلب ہے اولاد کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ انسان اولاد کو جگر کا ٹکڑا اور اپنا وارث سمجھتا ہے مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے محبوبات میں ضرور سے دو نو باتیں ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں +

اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو

اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ انکو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جائے نہیں نہیں ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہے

بیوی کے ساتھ جسکا عمدہ چال چلن اور معاشرۃ اچھی نہیں وہ نیک کہاں ؟

دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ادنیٰ ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض وقت ایک غصہ میں بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اسکو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

ماں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے انسان کو چاہیئے کہ عورتوں کے متعلق یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین اور ملت کے خلاف ہے کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اسکی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

حدیث شریف

خاوند عورت کے لیئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مردوں میں جمالی اور جلالی دونو رنگ ہونے چاہئیں۔

ایڈیٹر۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور رفق اور ملاطفت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اور بکثرت تعلیم دی ہے کشتی نوح میں خصوصیت سے بیوی اور اسکے رشتہ داروں سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے بلکہ جو شخص حسن سلوک بیوی سے نہیں کرتا اسے اپنی جماعت میں آپ نے نہیں رکھا۔ میں نے محض بیوی اور اسکے رشتہ داروں سے حسن معاشرۃ کی تعلیم دکھلانے کے لیئے آپ کے کلام سے ایک حصہ نقل کیا ہے + اگر رضا کس است حرفے بس است *

یاد رکھو

وقتاً فوقتاً **الحکم** میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **تعلیم** کے اقتباسات تذکیر کے طور پر درج ہوتے رہتے اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **سیرت** کے اوراق عملی **نمونہ** کے اظہار کے لیئے مہینہ میں ایک مرتبہ شائع ہوا کریں گے (انشاء اللہ العزیز) اسلئے ناظرین الحکم سے التماس ہے کہ اگر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا کوئی واقعہ خاص یاد ہے جو خواہ ان سے متعلق ہو یا کسی اور سے تو وہ تحریر کرکے خاکسار کے پاس بھیجدیں تا کہ میں اُسے درج اخبار کر دوں +

ایسا ہی اگر حضرت کے خطوط کسی کے پاس ہوں تو وہ ان کی نقل یا اصل ضرور بھیجدیں +

(خاکسار عرفانی)

خلافت ثانیہ کے گزشتہ آٹھ سال پر سرسری نظر

نمبر دوم

(سلسلہ کے لئے الحکم جلد ۲۵ نمبر اول صفحہ ۳)

گزشتہ نمبر میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلا اور عظیم الشان کام جو خلافت ثانیہ کے عہد میں ہوا وہ تنظیم جماعت کا شاندار کام ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

جماعت کی تنظیم میں ایک اصل تقرر امراء بھی تھا اور میں نے بتایا ہے کہ اس اصل کو آپ نے کسطرح پر مضبوط کیا۔ آج تو مختلف جماعتوں کے امیر مقرر ہو چکے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہے۔ جن لوگوں نے جماعت میں تفرقہ کا ایک خطرناک حربہ کیا ہے انھوں نے خلیفۃ المسیح کے نام کی وقعت اور شان کو کم کرنے کے لئے چار خلیفے بنائے اور ہر ایک کو ان میں سے خلیفۃ المسیح قرار دیا میں نے انہیں ایام میں خلافت کے کڑچھے کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا تھا لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا تماشا دیکھو کہ ان چاروں میں سے ایک تو انجمن اس خلافت کی فرضی اور بوسیدہ چادر کو اتار کر خلافت راشدہ حقہ کے دامن میں پناہ گزین ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دامن سے وابستہ ہو گیا اسکے اندر اخلاص اور سعادت ایمانی تھی۔ اور آج وہ مرد خدا خدا کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوار مقبرہ بہشتی میں آرام کر رہا ہے۔ اس سے میری مراد

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

ہیں۔ اور باقیوں نے اس نام سے کچھ بھی شہرت یا عزت نہ پائی اور کبھی موسوم ہوئے اور یہ خطاب ان کے نام سے اسطرح اتر گیا جسطرح ایک قامت نازیبا کو شاہی لباس پہنا دینے کی کوشش کی جاوے تو اسکی شان بڑھانے کے بجائے وہ ہنسی کا موجب ہو جاتا ہے۔

مگر برخلاف اسکے حضرت خلیفۃ المسیح نے امراء کا سلسلہ مسنون طریق پر جماعت میں شیرازہ بندی اور ذمہ واریوں کے احساس کے لئے قائم کیا اور یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ آج متعدد جماعتیں اپنے امراء کے ماتحت اپنی ہر قسم کی ترقیوں اور برکات کو حاصل کر رہی ہیں۔

یہ ایک ضمنی ذکر آ گیا تھا اور میں اسے خدائی قدرت کا ایک نشان سمجھتا ہوں اسلئے ذکر کر دیا والا میں تو تنظیم جماعت کا ذکر کر رہا تھا اور اس سلسلہ میں لیتے امراء کے تقرر کی بحث کی تھی۔

جماعت کی اس اصولی تنظیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے استحکام کو مفید اور عملی شکل دینے کے لئے سلسلہ کے محکمہ جات نظارت قائم کئے۔ نظارتوں کے قائم کرنے سے جہاں حضرت کو یہ مدنظر تھا کہ سلسلہ کے کام ایک ذمہ واری کی صورت اختیار کر لیں وہاں آپ کے زیر نظر یہ امر بھی تھا اور ہے کہ لوگوں کو سلسلہ کی انتظامی ضروریات میں براہ راست ایک دخل ہو اور وہ اپنی ذمہ واری کا کامل احساس کر سکیں۔ نظارتوں کے قائم کرنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۱۹ء کے جلسہ میں ایک تقریر فرمائی تھی لیکن دراصل منصب خلافت ہی میں اسپر روشنی ڈالی تھی۔ جہاں خلیفہ کے فرائض کا اظہار کیا تھا۔

نظارتوں کا کام دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اسوقت میں ہر ایک نظارت کے کام پر نہ تو تنقید کر رہا ہوں اور نہ انکی رپورٹوں کے خلاصے بیان کر رہا ہوں بلکہ سرسری طور پر بتا رہا ہوں کہ گزشتہ آٹھ سال میں کیا ہوا ہے؟

جماعت کی علمی اور عملی اصلاح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں ٹھیک اسی کام کی اسی کام کی تکمیل آپ کے زیر نظر ہے جماعت کی علمی اور اعتقادی اصلاح کے لئے ہر سالانہ جلسہ پر آپ نے لازم کر لیا ہے کہ ایک تقریر خصوصیت کے ساتھ ایسے مضمون پر کی جاوے جو اپنی اہمیت نزاکت اور وقتی ضرورت کے علاوہ علمی نقطہ خیال سے نہایت شاندار ہو۔

وہ کنگ کا مجاور نہایت تعلی سے اپنی چند کتابوں کے نام لیکر دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے بہت بڑا شاندار کام کیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح پر نہایت تنگ ظرفی سے اعتراض کرتا ہے۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ مسئلہ تقدیر۔ عرفان الٰہی۔ ذکر الٰہی۔ ملائکۃ اللہ۔ ذات باری وغیرہ مسائل عظیمہ پر کس خداداد علم و فضل سے اور پھر عام فہم پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ ان تقریروں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ علوم لدنیہ کے خزانے آپ پر کھول دیئے گئے ہیں میرا مقصد آپ کی تقریروں یا تحریروں پر ریویو نہیں کہ میرے جیسے امی کا کام نہیں بلکہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ منصب خلافت میں جو ذمہ واریاں اور فرائض آپ نے اپنے یا خلیفہ کے بتائے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسکا اہل اور خقدار ثابت کر دیا ہے +

سلسلہ تبلیغ کی وسعت

ہر سال جماعت کے علم میں ایک عجیب اضافہ ہوتا ہے اور یہ اضافہ عملی اصلاح کے لئے بہت ہی مؤید ہوتا ہے + جمعہ کے خطبات عملی اصلاح کی زریں ہدایات کے لئے ہوئے ہوتے ہیں +

پھر آپ نے اپنے عہد خلافت کے ان آٹھ سالوں میں سلسلہ کو ہندوستان سے نکال کر اکناف عالم میں پھیلا دیا ہے + حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد خلافت کے آغاز میں نہایت بے سروسامانی کی حالت میں لندن میں تبلیغی مرکز قائم کیا گیا تھا۔ میرے مکرم چودھری فتح محمد صاحب سیال کو خواجہ صاحب نے خلافت ثانیہ کے سوا لبیک ہونے کے جرم میں ووکنگ سے علیحدہ کر دیا۔ اور اب انکو اپنی اس جلد بازی پر اسطرح افسوس ہوگا ہوگا جیسے قادیان سے کاٹنے والوں کو آج دست حسرت کاٹنا پڑتا ہے کہ مرکز سے وہ کیوں نکل گئے +

ووکنگ مشن کے چلانے کے لئے خواجہ صاحب کی جو طریق اختیار کیں ہمدرد ہے میں ان پر بحث نہیں کروں گا مگر لندن کے احمدی مشن کو آج تک وہ جماعت چلا رہی ہے جو صرف عربی جماعت ہے مگر غیر اور باحمیت احمدیوں کی جماعت ہے جنھوں نے اس مرکز کو اس حد تک مستحکم کر دینے کہ وہاں ایک مسجد اور دار التبلیغ کے لئے ایک نہایت موزوں موقعہ پر ایک قطعہ زمین بھی خرید لیا ہے اور ایک لاکھ کے قریب روپیہ اس مسجد کے لئے غرباء کی جماعت نے آپ کے قدموں پر نثار کر دیا۔

لندن سے نکل کر یہ تبلیغ کی موج۔ امریکہ اور افریقہ پہنچی۔ افریقہ میں تو خدا کی شان کا ایک عجیب نظارہ نظر آ رہا ہے۔ حضرت نذیر فی الحقیقت نیر ہو گیا ہے اور ہزاروں انسان اس رہنما کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں وہ لوگ نام کے نہیں بلکہ کام کے احمدی ہیں۔ انمیں عملی زندگی کی روح ہے۔ حالات بتلاتے ہیں کہ وہ کس طرح عملی ترقی کر رہے ہیں اور اپنے صدیوں کے رسم و رواج کو چھوڑ رہے ہیں۔

افریقہ کے کام کا مطالعہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی ایک بے نظیر مثال دنیا کے سامنے ہے اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صداقت اور حقانیت کی ایک روشن دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کی یہ ایک نمایاں صورت ہے۔

مختلف جگہ مدارس اور مساجد قائم ہو رہی ہیں اور جماعتوں کی جماعتیں سلسلہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کر رہی ہیں۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا

امریکہ کی حالت بھی اس سے کم نہیں۔ امریکہ میں حضرت صادق کے صدق و اخلاص نے اپنا پرتو ڈالا ہے اور وہاں کی احمدی جماعت نے اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا ڈالی اور ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری ہو گیا جو جلد ماہوار ہو جائیگا انشاء اللہ مکرمی مفتی صاحب کو واپس بلایا گیا ہے اور مولوی محمد الدین صاحب بی اے انکو سبکدوش کر چکے ہیں۔ ۲۰ جنوری ۱۹۲۶ء روانہ ہو چکے۔

عرب میں بھی خدا کے فضل سے ایک جماعت قائم ہو گئی اور شام اور عراق عرب میں بھی سلسلہ کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور اب مصر میں ایک تبلیغی مرکز قائم ہو گیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ مصر کا یہ علمبردار الحکم ہی کا خادم ہے اور اسکے تمام اخراجات الحکم ہی خدا کے فضل سے اب تک ادا کر رہا ہے والحمد للہ علی ذالک۔

روس میں ایک مبلغ پہنچ گیا ہے جرمن میں بھی مشن قائم ہو گیا ہے۔ ماریشس میں مستقل طور پر جماعت قائم ہو گئی ہے اور وہاں کے مشن کے اخراجات خود وہاں کی جماعت نے برداشت کر لئے ہیں اور اپنے اخلاص و استقلال کا ایسا نمونہ دکھایا جو حیرت انگیز ہے وہاں سے تعلیم پانیکے لئے اپنے بچوں کو یہاں بھیجا ہے اور ایک نوجوان فارغ التحصیل ہو چکا ہے اور درجہ تکمیل میں تعلیم پا رہے ہیں۔

سیلون میں بھی مستقل جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو گئی ہے جسنے اپنا ایک انگریزی اور تامل کا اخبار بھی جاری کر رکھا ہے۔ آسٹریلیا میں بھی اچھے پیمانہ پر تبلیغ ہو رہی ہے۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھو کہ دنیا کے ہر حصہ میں اسوقت تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اور یہ سب کام ایک باقاعدہ انتظام کے ماتحت ہے۔ بیرونی سلسلہ تبلیغ کو الگ کر کے خود اس ملک میں

ایوانِ خلافت میں چند منٹ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت پچھلے دنوں سے بیمار رہی ہے اور اس وقت تک کہ میں (۱۰ جنوری صبح) یہ سطور لکھ رہا ہوں آپ باہر تشریف نہیں لا سکے۔ ۷ جنوری ۱۹۲۳ء نماز ظہر کے بعد مخدومی مولوی رحیم بخش صاحب آفیسر ڈاک سے دریافت کیا کہ حضرت کی عیادت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا کوئی موقع ممکن ہے یا نہیں انہوں نے مجھے کہا کہ بعد مغرب جبکہ ڈاکٹر صاحب وہاں ہوتے ہیں بعد حصول اجازت جا سکتے ہو چنانچہ میں بعد نماز مغرب حاضر ہوا اور میری خوش قسمتی تھی کہ میں حاضر ہو سکا۔

میرا دل قدرتاً چاہتا تھا کہ وہاں بہت دیر تک حاضر رہوں لیکن چونکہ حضرت کے اخلاق اجازت نہیں دیتے کہ کوئی بھی خادم حاضر ہو اور باوجود تکلیف کے بھی خاموش رہیں بات چیت فرماتے ہیں تو کھانسی کو تحریک ہو جاتی ہے۔ اسلئے بلینے اپنی اس خواہش اور آرزو کو قربان کرنا ہی بابرکت سمجھا۔ اور اجازت لے کر چلا آیا۔

اللہ تعالیٰ اس وجود باجود کو ہر قسم کی بیماریوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور کامل قوت و توانائی اور صحت سے حصہ وافر عطا فرماوے۔ لیکن یہ چند منٹ جو مجھے میسر آئے اور ان میں جو لطف اور ذوق میں نے اٹھایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے ناظرین کو اسمیں شریک کروں۔

ہمدردی عامہ کا جوش

میں تو پہلے سے جانتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی رگوں میں خون کے ساتھ عامۃ الناس کی ہمدردی کا جوش ہمیشہ حرکت کرتا رہتا ہے اور جماعت کے ایک ایک فرد کے لئے وہ درد اور وہ تڑپ آپ کے دل میں ہے کہ اگر ممکن ہوتا ان جذبات کی کوئی تصویر لی جا سکے اور دنیا کے سامنے وہ تصویر رکھی جاتی تو لوگ دیوانہ وار اپنے اس محسن اور ہمدرد کی طرف دوڑ پڑتے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال جب آپ ڈاکٹری مشورہ پر کشمیر تشریف لے گئے تو باوجودیکہ اقتضائے صحت یہ تھا کہ کچھ عرصہ تک وہاں قیام کریں لیکن قحط کی وجہ سے قادیان کے غربا کی حالت کے احساس نے وہاں ٹھہرنے نہ دیا اور فوراً قادیان چلے آئے تاکہ جو انتظام ممکن ہو اپنے سامنے کریں۔ یہ تو ایک واقعہ ہے انفرادی طور پر ہزاروں واقعات ایسے ہیں جن سے انتہائی درجہ کی ہمدردی اور غمگساری کا پتا ملتا ہے اور یہی ایک حالت ہے جو قلب مضطر کے لئے تسلی کا موجب ہوتی ہے میں گیا تو تھا حضرت کی عیادت کو اور جا کر بیٹھا ہی تھا۔ قبل اسکے کہ میں آپ کی طبیعت کا حال دریافت کرتا۔ آپ نے مجھ سے خود دریافت کیا کہ لڑکا آگیا؟

اس سوال کی حقیقت یہ ہے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۳ء کو میرا تیسرا لڑکا یوسف علی ملازمت کے شوق میں بلا اطلاع چلا گیا تھا میرے بچوں کو چونکہ یقین ہے کہ میں ان کے لئے نوکری پسند نہیں کرتا۔ اور انہیں ہر ایک جانتا ہے کہ میں روکوں گا اسلئے یوسف علی نے یہی سمجھا کہ میں بلا اطلاع چلا جاؤں تو اچھا ہے۔ یہ اسکی غلطی اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ بہرحال وہ ۱۵ جنوری کو چلا گیا تھا حضرت کو اسی کی

بیماری میں اطلاع ہو گئی میں نے خود اطلاع دینی بھی گوارا نہ کی تھی کہ آپ کو احساس ہو گا اور بیماری میں یہ احساس اچھا نہیں مگر میری خوش قسمتی سے اطلاع ہوئی اور آپ کی توجہ ادھر ہو گئی اسلئے میں جو عیادت کو حاضر ہوا تو تقدیم کر کے آپ نے میری ہمدردی فرمائی اور مجھے موقع بھی دیا کہ میں آپ کی صحت کے متعلق استفسار کروں۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ گم کردہ فرزند باپ کے قلب مجروح کے لئے یہ ہمدردی کیسی تسلی بخش ہو سکتی ہے؟ آپ کے ان الفاظ کا اثر میرے قلب پر جو ہوا وہ میں بیان نہیں کر سکتا مگر مجھے اسی وقت یقین ہو گیا کہ لڑکا بہت جلد آجائے گا چنانچہ میں نے یہی عرض کیا کہ حضور آجائیگا آپ نے سوال البسطریق پر فرمایا تھا کہ آپ کے اندازہ کے موافق اسوقت تک اسے آجانا چاہیئے تھا۔

خدا کی قدرت کا کیا عجب تماشا ہے اور قبولیت دعا کا کیسا کرشمہ ہے کہ میں وہاں سے اٹھ کر گھر آیا۔ اور ایک گھنٹہ اسپر نہ گزرا تھا کہ خود حضرت کے پاس میرے نہایت ہی غمگسار بھائی قادیانی کا جو عزیز یوسف علی کی تلاش میں چلے گئے تھے دہلی سے تار آیا کہ لے کر آرہا ہوں یہ تار براہ راست حضرت کے پاس آیا اور آپ نے اسی وقت میرے پاس بھجوا دیا۔ (۱۶ کی صبح کو لڑکا آگیا)

یہ واقعہ سرسری نظر سے ایک معمولی واقعہ ہے مگر حقیقت میں غیر معمولی ہے اسلئے کہ عامۃ الناس کی ہمدردی کا یہ جوش اور یہ تڑپ کبھی دل میں پیدا نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک غیر منفک تعلق کسی وجود کا نہ ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ خدا کی طرف صعود کرتا ہے اسی قدر مخلوق الٰہی کی طرف ہدایت و ہمدردی کے لئے نزول کرتا ہے۔

کیا وہ جماعت اور وہ فرد خوش قسمت نہیں جسکو خدا نے ایسا امام اور آقا دیا ہو جو اپنے وابستگان کے لئے اپنے دل میں سچا درد رکھتا ہو۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر باغبان خلافت کو ہدایت کرتے ہوئے اسی ایک امر پر زور دیا تھا کہ

تڑپ تڑپ کر دعائیں کرنے والا دوسرا کوئی ہو سکتا ہے؟

قبول شدہ دعاء کا راز اور مطمئن قلب کی کیفیت

پھر میں نے ایک نہایت ہی مخلص دوست کے لئے دعاء کے واسطے عرض کیا جو حضرت کو انکی تکلیف کا پہلے سے احساس اور علم تھا فرمایا مجھے تو یقین ہے کہ ان کے لئے میری دعاء قبول ہو گئی ہے۔ جو دعاء قبول ہو جاتی ہے اسکے متعلق قلب میں ایک تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے درمیانی حالات خواہ کچھ بھی ہوں مگر آخر میں خدا کے فضل سے دعاء کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ سو انکے لئے بالکل تسلی ہو گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبول ہونیوالی دعاء کے متعلق بجا فرمایا کہ ایسی دعاء ہوتی ہی نہیں جب تک انسان دوسرے کی مصیبت اور بلا کو اپنے اوپر نہ لیلے اور ایک موت قبول نہ کرلے۔ اب اس دوست کے لئے جو دعا آپ نے کی ہو گی اسکا اندازہ اس معیار پر آسانی ہو سکتا ہے باوجودیکہ خود بیمار ہیں مگر اس دوست کے لئے خدا ہی جانتا ہے کس کرب اور اضطراب کے ساتھ رب العزۃ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا ہو گا؟ خوشا نصیب! اس قوم کے جو ایسی دلسوزی سے دعائیں کرنے والا امام رکھتی ہے۔

لاہوری خطاکاروں کے متعلق محبت کے جذبات

میں نے مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب کی ملاقات کا ذکر کر کے عرض کیا کہ میں نے حیات کا خط لکھا تھا اب وہ خدا کے فضل سے اچھے ہیں انہوں نے سلام علیکم عرض کیا ہے فرمایا میرے بھی انکو خط لکھا تھا میرے دل میں انکی محبت ہے حضرت صاحب کے ساتھ انکو محبت تھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کونسی مخفی شامت اعمال انہیں پیش آئی ہے۔ بہت خوشی ہوئی کہ اب وہ اچھے ہیں باوجودیکہ وہ انکے ساتھ ہیں پھر بھی میرے دل میں انکے لئے محبت باقی ہے اوپر ان کے لئے کیا ان سب ہی کے لئے محبت ہے۔ یہ مفہوم تھا حضرت کے الفاظ کا

بات صاف ہے مگر میں جانتا ہوں کہ عداوت کے بخارات انسانی دل و دماغ کو مکدر کر کے خوبی کی باتوں کو بھی عیب بنا دیتی ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب مولوی کرم الدین کا مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر نکتہ چینی کی گئی جو آپ نے عہد دوستی کے متعلق فرمائے ہیں اور جسکو مخدوم الملۃ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے سیرت مسیح موعود میں لکھا ہے میں پھر اسے احباب کی معرفت اور ایمان بڑھانیکے لئے لکھتا ہوں۔

"حضرت کا اپنے خدام سے تعلق کی ایک عجیب بات ہے ایک دن فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کرے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئینگے فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو انسان سے ضائع نہ کر دینا چاہیئے۔"

حالانکہ یہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بات تھی مگر اسکو نہایت بری پیرایہ میں ظاہر کرنیکی کوشش کی گئی۔ اسطرح اب بھی وہی ہوتا ہے۔

بہرحال یہ چند منٹ میرے لئے ایک عجیب انوار و سکون بخش لمحے تھے۔ احباب دعا کریں کہ خدا کی یہ نعمت اور یہ فضل جو ہمارے امام کے وجود کے رنگ میں ہم پر نازل ہوا ہے دن بدن بڑھے اور وہ فیوض اجمعہ و برکات جو اس کے ذریعہ اترتے ہیں ہماری فلاح کا موجب ہوں۔

اسکی صحت۔ طاقت۔ اثر اور قبولیت دن دونی رات چوگنی ترقی پر ترقی ہو۔

اور اسکے بدخواہ کینہ و احسان فراموش قعر ذلت اور ناکامی کے اندھے کنوئیں میں گریں۔ اللھم آمین۔

احمدی خواتین کا عظیم الشان کام

برلن کی مسجد صرف احمدیہ خواتین بنائیں گی۔

احمدیہ خواتین کی مذہبی اور ملی غیرت کی عدیم المثل یادگار

احمدی بہنو! تمہاری چھوٹی سی مالی قربانی جرمنی میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دے گی۔

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں برلن میں ایک مسجد بنانے کے متعلق تحریک کی گئی تھی اور خیال تھا کہ اس مسجد کے لئے احمدی جماعت کے مردوں سے چندہ لیا جاوے لیکن اب حضرت خلیفۃ المسیح نے ارادہ فرمایا ہے کہ برلن کی مسجد احمدیہ خواتین کے چندہ سے طیار ہوگی۔

اس مقصد کے لئے صرف عورتوں کا چندہ قبول کیا جاوے گا

مسجدوں کا بنانا ایک بہت بڑائیکی کا کام ہے بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ مسجد بنانے کی کہاں ضرورت ہے اور اسلئے اکثر مساجد ایسی جگہ بنادی جاتی ہیں جہاں پہلے سے موجود ہوتی ہیں مگر ان ممالک میں جہاں اسلام کی روشنی ابھی نہیں پہنچی اسلام کی اشاعت کے لئے مسجد کو بنانا بہت بڑے ثواب کا موجب ہے ایک وقت تھا کہ مسلمان خواتین جہاد میں شریک ہوتی تھیں اور اپنے آپ کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے سے پرہیز نہ کرتی تھیں اسلئے کہ وہ جنگ محض اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہوتا تھا۔ ہائیں اپنے بچوں۔ بھائیوں اور شوہروں کو نہایت خوشی اور جوش کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے بھیجتی تھیں اور خود بھی انہیں تامل نہ ہوتا تھا۔ اب اس قسم کی قربانیوں کا موقع نہیں اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ آج صرف مالی قربانی کی ضرورت ہے۔

اسلام اپنی تعلیمی خوبیوں اور عملی سہولتوں کے لحاظ سے ایک فطرتی مذہب ہے جسکو دنیا قبول کرسکتی ہے اگر ہم اسکی تعلیم کے حقائق و معارف معقولی اور علمی رنگ میں مغربی قوموں کے سامنے پیش کرسکیں تو وہ اسکے قبول کرنے کے لئے جلد یا بدیر آمادہ ہوں گی۔ اسوقت مادی ترقیات کی کشمکش نے انہیں مایوس کردیا ہوا ہے ان کے دلوں میں ایک عام اضطراب اور کھبراہٹ ہے اور وہ اس آواز کے لئے ہمہ گوش ہورہے ہیں

جو انکو تسلی اور اطمینان کی راہ بتائے

جو دنیا کے عالم پر جنگی مصیبت کو امن افزا صلح سے بدل دے اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھانا سخت غفلت اور قابل الزام حرکت ہوگی۔ سلسلہ حقہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے قائم کیا ہے کہ وہ آفاق عالم میں اسلام کو پھیلاوے جرمن کو اسلام کی طرف توجہ ہے اور ہمنے وہاں اپنا مشن قائم کیا ہے جرمن میں دار التبلیغ اور مسجد کے لئے کم از کم اسوقت تیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے احمدیہ کام مرف سلسلہ کی خواتین کریں گی اسلئے ضرورت ہے کہ احباب اپنے اپنے گھروں میں اسکے لئے تحریک کریں تاکہ یہ رقم فوراً جمع ہوجائے۔ اسوقت تھوڑے سے چندہ سے ہر عورت کو مسجد بنانے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ اس مسجد پر جو برلن میں بنائی جائے گی ایک کتبہ لکھ کر لگایا جاوے گا کہ

یہ مسجد سلسلہ احمدیہ کی خواتین نے اپنے جرمنی نومسلم بھائیوں کے لئے طیار کی ہے

دیکھو یہ وقت اور موقع پھر نہ ملے گا۔ امریکہ میں مسجد طیار ہوگئی اور اسکے لئے ہم میں سے کسی سے ایک پیسہ بھی نہیں مانگا گیا خود ان نومسلموں نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا باہمت قوموں کا یہی طریق ہے۔ یاد رکھو جب جرمنوں میں یہ روح اسلام پیدا ہوگئی تو وہ اپنی مذہبی ضروریات کے لئے آپ سے روپیہ نہ مانگیں گے۔ مسجدوں۔ مدرسوں دوسری ضروریات کے لئے وہ آپ خرچ کرینگے مغربی افریقہ کی ضروریات عموماً خود وہاں کی جماعتیں پورا کررہی ہیں پس یہ موقع جرمن میں مسجد بنانے کے لئے ابھی تمہارے سامنے ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ قوم نیاز مندی کے ساتھ حلقہ اسلام میں داخل ہوگی اور اپنی ضروریات کے لئے تمہاری محتاج نہ ہوگی۔

پس اپنے گھروں میں تحریک کرو۔ اور تیس ہزار روپیہ سلسلہ کی خواتین اس نیک کام کے لئے جمع کریں۔ الحکم اس تحریک کو اپنے کالموں میں جاری رکھے گا جب تک تیس ہزار روپیہ جمع نہ ہوجاوے۔

پس اے احمدی خواتین! اٹھو اور اس بابرکت کام کے لئے جو جرمنی میں اسلام کا بنیادی پتھر ہوگا اپنے مالوں کو قربان کردو۔

ایڈیٹر الحکم نے اس تحریک کے اوائل میں اپنی طرف سے دو سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب جبکہ یہ تحریک مستورات کے لئے مخصوص کردی ہے ایڈیٹر الحکم اپنی۔ تم کو اپنے خاندان کی مستورات کی طرف سے پیش کرے گا اور اسکی تفصیل یہ ہوگی۔

اہلیہ	ایڈیٹر الحکم	ایک سو روپیہ
اہلیہ	شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصر	"
اہلیہ	عزیز ابراہیم علی صاحب	"
اہلیہ	عزیز یوسف علی صاحب	"
حمیدہ خاتون بنت	ایڈیٹر الحکم	"
حامدہ خاتون بنت	"	"

احمدی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اپنے یہاں کی مستورات سے جو چندہ وصول کریں ایک فہرست دفتر الحکم میں بھی بھیجتے رہیں۔

چندہ براہ راست **نظارت المال** کے نام آنا چاہیئے اور کوپن پر

چندہ برلن مسجد لکھا جائے

اسلام کی روحانی طاقت

اس عنوان سے معزز ہمعصر کشمیری نے ایک نوٹ لکھا ہے جسکو میں بلا کم و کاست درج کرتا ہوں اور اسمیں اسقدر اضافہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر وہ ایک مجدد کو مبعوث کرے گا جو دین کو تازہ کرے گا۔

پس مجھے یہ تسلیم ہے کہ جب مسلمانوں میں عملی اور اعتقادی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں اور شریعت کی طرف سے غفلت اور انہماک الی الدنیا ہوتا ہے تو مختلف قسم کے مصائب تنبیہ کے لئے نازل ہوتے ہیں یہ بھی مسلم ہے کہ جب ایسے حوادث کا ظہور ہو۔ اور جب عملی حالت اس درجہ گر جاوے تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون اور وعدہ کے موافق یہ بھی لازمی ہے کہ خدا کی طرف سے

تذکیر کے لئے کوئی بابرکت وجود نازل ہو

خصوصاً اس آخری زمانہ کے متعلق تو بہت صراحت اور وضاحت کے ساتھ وعدے ہیں۔ افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے ہیں اور ان آثار اور علامات کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایک داعی الی اللہ کی آواز بھی سنتے ہیں اور اس آواز کی طرف کان لگانے کے بجائے اسے ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑا دیتے ہیں یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے اسلام کی روحانی قوت کا ظہور ہوچکا ہے اور اسی قوت کے ذریعہ اسلام ترقی کریگا اور مسلمانوں کے دن پھرینگے۔ مبارک ہیں وہ جو اسکی شناخت کریں اور افسوس اُنپر جو اسے رد کردیں۔ بہر حال کشمیری لکھتا ہے۔ کہ

یاد رکھئے کہ اسلام کی روحانی طاقت ایک چٹان ہے جس سے جو قوت متصادم ہوتی ہے وہ خود پاش پاش ہوجاتی ہے یا اسمیں جذب ہوجاتی ہے۔ اسلام تمام حوادث کا مقابلہ کرتا ہوا اسی آن بان سے قائم رہتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر ان کا کوئی دشمن اسطرح مسلط نہیں ہوگا جو ان کا استیصال کردے۔ دوسرا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہیگی۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے دین برابر قائم رہیگا اور ایک جماعت اسکے قائم رکھنے اور حفاظت کیلئے برابر مستعد رہیگی۔ ان احادیث اور اس قسم کے بیشمار ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں وہ روحانی قوت ہے جسکو کوئی مادی طاقت فنا نہیں کرسکتی۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کا یہ غیر متزلزل عقیدہ رہا کہ اسلام اور اسلام کی شوکت و قوت کسی کے مٹانے سے نہیں مٹ سکتی کیسے ہی مایوس کن حالات پیش آئیں مگر مسلمان ہمیشہ اس اعتقاد پر قائم رہے اور وہ کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ اور جب کبھی سخت سے سخت حوادث پیش آئے ہیں جنکو دیکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے فنا اور مٹ جانے کا یقین ہوجاتا تھا وہ ہمیشہ امتحان ہی ثابت ہوئے چودہ صدیوں کے حالات کا معائنہ بتلا رہا ہے کہ جب کبھی مسلمانوں میں شریعت کی طرف سے غفلت دنیا میں انہماک اور طرز و تنعم کے لوازم کا غلبہ ہوگا ان کے زجر و تنبیہ کے لئے اسی قسم کے مصائب و حوادث نازل کئے گئے ہیں۔ لیکن جب ان حوادث کا نزول ہوا اسلام میں وہی تازگی پیدا ہوگئی۔ جو بیمار صحت کے بعد ہوتی ہے۔

الحکم کے متعلق قومی آواز

الحکم کے متعلق اکثر خطوط میرے پاس پہنچے ہیں جو اسکی پسندیدگی ... بچوں کے متعلق ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ میں اس قسم کے بعض خطوط کو شائع کر دیا کرتا تھا لیکن اب اپنی کمزوریوں اور کمیوں کا اتنا احساس رکھتا ہوں کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ان خطوط کو شائع کروں یہ احباب کی قدر دانی کا ایک ثبوت ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد گار ہے اگر جو ایک شغف ہے اسکا اظہار ہے۔

مگر میں اسلئے مجبور ہوں کہ وہ الحکم سے جو توقعات رکھتے ہیں جس مقام پر وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں میں اُس سے دور ہوں میں جانتا ہوں کہ یہ خطوط انھوں نے میری عزت سے بھی نہیں بھیجے کہ میں شائع کر دوں۔ مجھے خوش کرنیکے لیئے بھی نہیں لکھے بلکہ ان کی قلبی کیفیت کا اظہار ہے۔ اسلیئے میں اُن تمام دوستوں سے بہت التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس خادم سے جو فوق توقعات رکھتے ہیں ان کا اہل ہونے کے لیئے دعا کریں حضرت الحکم کے خریداروں کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش۔

اسی ضمن میں میں اُن دوستوں کا بھی ازحد ممنون ہوں جنھوں نے الحکم کے لیئے جدید خریداروں کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ کچھ شک نہیں وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں مگر میرا شکریہ محض اسلیئے ہے کہ وہ مجھے اپنے محبوب آقا کی یادگار کو قائم رکھنے کے لیئے مدد دے رہے ہیں۔

الحکم کے لیئے یگانہ نازہے کہ اسکے خریداروں کا ایک حصہ ایسا ہے کہ وہ ہر قیمت کے ادا کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں جو الحکم کے لیئے اُن سے طلب کی جاوے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتا کہ

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصبور این ست
بمانے اور دو اگر داں گرہے آفت شود پیدا

میں صاف صاف کہدینا چاہتا ہوں کہ الحکم کے لیئے مجھے دو سو ایسے سرپرستوں کی ضرورت ہے جو بلینک ۲۰ روپیہ سالانہ دینگے اور مجھے خدا کے فضل سے یہ یقین ہے کہ مارچ ۱۹۲۳ء کے اخیر تک یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔ اسلیئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ
کی توجہ الحکم کی طرف ہے۔

میں اپنی تمام سرپرستوں کے نام پہلی اشاعت میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع کروں گا۔ (عرفانی)

مجاہد مصر کی مدد کرو

مجاہد مصر عزیزم مکرم شیخ محمود احمد صاحب نے تاریخ مالابار کا پہلا حصہ لکھا تھا جسکو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی پسند فرمایا ہے اس کتاب کی کوئی دو سو کے قریب کاپیاں دفتر الحکم میں موجود ہیں ایک کاپی کی قیمت ۴ ہے جو احباب اس کتاب کو خرید لیں گے وہ نہ صرف اپنے کتب خانہ میں سلسلہ کی تاریخ کے ایک جز کا اضافہ کرینگے بلکہ مصر میں تبلیغ سلسلہ کے کام میں معاون ہو جاوینگے۔ امید ہے کہ احباب توجہ کریں صرف ۲۰ آنہ میں منگا سکتے ہیں ۴ دفتر الحکم قادیان

ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ

۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء جمعہ کا خطبہ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے نے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح پڑھا۔ مولوی شیر علی صاحب نے خطبہ نہایت ہی مختصر پڑھا مگر اسمیں جس امر اہم کی طرف جماعت کو توجہ دلائی وہ

وحدت ارادی تھی

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۵ جنوری ۱۹۲۳ء کے خطبہ میں اس سال کے پروگرام میں

اتحاد فی الجماعت

کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اسی کی یاد دہانی حضرت مولوی صاحب نے فرمائی کہ اسلام کی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت نہایت اہم ہے کہ وہ مسلمانوں میں وحدت پیدا کرتا ہے اور اس کی ایک شان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ نماز کے لیئے ایک قبلہ مقرر فرمایا۔ اور اس میں بڑا راز یہی ہے کہ تا وحدت قائم رہے۔ پھر نماز باجماعت کی ہدایت کی اور نمازیں امام کی اتباع کی یہانتک تاکید فرمائی کہ اگر نماز ارکان نماز میں کوئی غلطی بھی کرے تو مامور سبحان اللہ کہکر اسکو توجہ دلا دو لیکن اگر وہ غلطی پر قائم رہے تو جسطرح وہ کسی رکن کو ادا کرتا ہے اسی طرح ادا کرتے رہو۔ اس میں امام کے ادب اور اتباع کی کیا کامل تعلیم ہے۔

پھر جمعہ اور عید کی نمازیں یہ وحدت اور بھی قوی کر جاتی ہے۔ اور حج میں اسکا شاندار نظارہ اور بھی بڑھ جاتا ہے جبکہ کل روئے زمین کے مسلمان ایک ہی لباس میں اپنے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ غرض وحدت کی بڑی ضرورت ہے۔

اسی سلسلہ میں مولوی صاحب نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف تعلیم دی بلکہ اپنے عمل سے بتایا کہ آپ سفر میں بھی امیر مقرر کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ وحدت کو قائم رکھنے کے لیئے ضروری تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اس وحدت کی روح کو زندہ رکھنے کے لیئے ایک امام ہم میں نازل کیا ہے۔ پس ہمکو چاہیئے کہ اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کریں اور جماعت میں وحدت اور اتحاد کو ترقی دیں

سرپرستان الحکم ہوشیار

آپ کے خادم قدیم نے اپنے اصل کام کو شروع کر دیا ہے اخبار کی بقا آپ کی توجہ چاہتی ہے۔ بقایا اور پیشگی قیمت کی وصولی کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ وی پی وصول کریں بصورت دیگر اطلاع نہ دی جائے گی۔ عرفانی

آئینہ دینداری

مؤلفہ چہل حدیث کا ترجمہ ہے) پنجابی زبان میں نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ احباب منشی جھنڈے خاں صاحب مدرس پنجابی ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔ قیمت صرف چار آنہ۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم پر ستور ابر آلود ہے اور ترشح کی بوچھاڑ ہے جس سے سردی بڑھ گئی ہے نزلہ اور بخار کی عام شکایت ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ میں بھی بعض طلبہ بیمار ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک حالات ہر طرح تسلی بخش ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور رحم کرے۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی علالت بدستور ہے مگر اب طبیعت صحت کی طرف جا رہی ہے۔ جناب ناظر ڈاک نے نہایت عمدہ انتظام کیا ہے کہ ہر روز آپ کی صحت کے کوائف احباب کو بھیجدیتے ہیں۔ اور یہاں کی وہ پرچہ اخبارات کے دفتر میں بھیجا جاتا ہے۔

۱۹ کی صبح کو جو پرچہ شائع ہوا اس سے معلوم ہوا کہ بخار ٹوٹ گیا ہے اور صبح کو پھر پرچہ (۲۰ تاریخ) سے معلوم ہوا کہ تکان بھی نہیں ہوئی۔ درد کی بھی شکایت نہیں۔ طبیعت اچھی ہے۔ لیکن ضعف ہے۔ احباب التزاماً اپنے آقا و محسن کے لیئے دعا کریں۔

(۳) حضرت اُمّ المؤمنین کی طبیعت بھی ناساز رہی ہے۔ ان کی صحت کے لیئے بھی دعا کی جاوے۔ صاحبزادہ منور احمد صاحب بھی علیل ہیں ان کی صحت عاجل و کامل کے لیئے بھی دعا کی جاوے۔

(۴) حضرت نواب صاحب قبلہ آج کل قادیان ہی میں مقیم ہیں اللہ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں +

آج صبح کو مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت کے متعلق دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بخار اب بالکل نہیں ہے۔ کھانسی کی بھی وہ شکایت نہیں۔ مغرب اور عشاء کے درمیان کھانسی اُٹھی۔ ضعف ہے صاحبزادہ منور احمد صاحب کو گزشتہ رات پھر بخار ہو گیا مگر آج صبح کو نہیں ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل اور عاجل شفا عطا فرماوے۔ آمین

ضروری اطلاعیں

۱۔ حصہ داران احمدیہ سٹور لٹوٹ کریں کہ وہ آئندہ تمام خط و کتابت مینجنگ ڈائرکٹر احمدیہ کے سٹور کے پتہ پر بحیثیت عہدہ کریں میرا نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے + اور سٹور کے متعلق معاملات میں الحکم کے متعلق کوئی بات نہ لکھیں۔

۲۔ دفتر الحکم کے متعلق جملہ خط و کتابت میرے نام سے کیجاوے یا صرف دفتر الحکم قادیان لکھنا بھی کافی ہے۔

۳۔ اخبار کی پیشگی یا بقایا قیمت کی وصولی کے لیئے الحکم کا کوئی پرچہ پرچہ وی پی کیا جاتا ہے تازہ اور نیا پرچہ وی پی نہیں کیا جاتا وی پی کی واپسی جب کہ پیشگی قیمت کے لیئے گیا گیا ہو اخبار کی خریداری سے انکار پر محمول نہ ہوگی بلکہ اسکے لیئے کارڈ لکھدینا ضروری ہوگا۔

وی پی کے انکاری آنے کی صورت میں وی پی کا خرچہ خریدار کے ذمہ ڈالا جائے گا۔

خاکسار یعقوب علی عرفانی۔

زندگی کے خواہاں موت کے پنجہ سے نجات پا رہے ہیں

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریباً ۳۰ برس پیشتر ایک موعود لڑکے کی بشارت دی تھی اور یہ رحمت اور برکت کا ایک نشان تھا جو اپنے وقت پر ظاہر ہوا مگر بعض نے اسے دیکھا اور منہ پھیر لیا اور اس نعمت اور فضل سے محروم رہ گئے جو اسکی آمد (بعثت وظہور) سے وابستہ تھا۔ اس موعود کی صفات میں یہ بھی فرمایا گیا تھا کہ

وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

اور اس نشان کے متعلق کہا گیا تھا کہ "تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں"۔ دوسرے الفاظ میں اس **موعود** کی بعثت گناہ و غفلت کی موت سے بزرگوں کے لئے **حیات ابدی** کا موجب ہوگی اور وہ **جو صداقت** حق کی تکذیب کر کے روحانی طور پر مر چکے ہیں اسکے **مسیحی نفس** سے پھر زندہ ہونگے اور اس جہالت کی **موت** پر فتح حاصل کریں گے۔

خدا تعالیٰ کے یہ وعدے نہایت **عظیم الشان** ہیں ان کے اندر ایک **شوکت** اور **جلالی ربی** کی **شان** جلوہ گر ہے مگر ہم اس قسم کے بہت سے نشانوں کو دیکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ **صحابہ** کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معمول تھا کہ وہ **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورے ہوتا دیکھ کر خدا تعالیٰ کی تمجید اور تحمید سے سرشار ہو جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے ان کو پورا کرتے اور ہوتے دیکھ کر مسرور ہوتے۔ کون ہے جو اس واقعہ سے بے خبر ہے کہ کس طرح حضرت **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ نے ایک **صحابی** کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنا کر ایمانی ذوق حاصل کیا۔

اسی طرح جب ہم خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ **نشانات** کو دیکھتے ہیں تو **ایمان** اور **معرفت** کی ایک رو اندر چلنے لگتی ہے مگر بعض اوقات **کثرت** سے جب نشان ظاہر ہوتے ہیں تو ہم بے پروائی کر جاتے ہیں یہ ایک **غفلت** ہے جسکو دور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایک شخص کو جو یہاں **آنا** خدا کا ایک **نشان** اور **آیۃ** قرار دیتے اور نفس الامر میں وہ **نشان** ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم کسی واقعہ کو جو بظاہر ایک معمولی رنگ کا ہو لیکن خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک **نشان** ہو سرسری رنگ میں اگر ہم لیا کریں (خدا نہ کرے کہ ہم ایسا کریں) تو یہ **آیات اللہ** کی **عظمت** کے خلاف ہے۔

حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ہاتھ پر اکثر ایسے واقعات کا ظہور ہوتا ہے جو نشانوں کے رنگ تک اور پہلو رکھتے ہیں مگر ہم یوں ہی گزر جاتے ہیں + دیکھو اس **موعود** کے لئے کہا گیا ہے کہ "تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں"۔ وہ قبر ہے جو **غفلت** اور گناہ آلود زندگی کی قبر ہے جو راستبازوں اور صادقوں کی تکذیب کر کے انسان اپنے لئے **طیار** کر لیتا ہے + پس جو لوگ ایک عرصہ دراز تک اپنی زندگی اس مشغلہ میں بسر کر چکے ہوں کہ انہوں نے خدا کے **برگزیدہ** مامور و مرسل کی تکذیب کی ہو۔ اور ہنسی اور ٹھٹھے میں اسے اڑایا ہو۔ اگر آج وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ہاتھ پر اس گناہ آلود زندگی کی قبر سے نکل آویں تو کیا یہ

اسکے مسیحی نفس ہونیکا ثبوت نہیں؟

میں عنقریب اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تھی سو ایک مبسوط مضمون لکھوں گا۔ سو وقت مجھے ایک واقعہ نے تحریک کی کہ جماعت کے **ایمان** اور **معرفت** کو بڑھانے کے لئے اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاؤں۔

خدا تعالیٰ پر **ایمان** - لذیذ **ایمان** - پر **گناہ** سوز **ایمان**۔

محض آیات اللہ کی تلاوت سے پیدا ہوتا ہے اور یہی راز اور سر ہے کہ **انبیاء** علیہم السلام کے ذریعہ جو ایمان پیدا ہوتا ہے وہ ایک حیرت انگیز تبدیلی کر دینے والا ہوتا ہے۔ اسلئے ہماری **جماعت** کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ظاہر کردہ **آیات نشانات** کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہیں کیونکہ جس جس قدر وہ مطالعہ کرینگے اسی قدر **معرفت** وسیع ہوگی اور وہی **معرفت** انکی زندگیوں میں وہ **انقلاب** پیدا کریگی جس سے فرشتے آکر انسے **مصافحہ** کریں گے اور یہ امر **امام** کے ساتھ تعلق اور **محبت** بڑھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ **امام** کے ساتھ تعلق اور **محبت** اسکے **اثرات** اور کاموں کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے سے ہوتی ہے +

پس میری غرض ان واقعات کی **تذکیر** سے یہی ہے کہ جماعت اس **حقیقت** کو پالے جو **اعتصام بحبل اللہ** کے اندر رکھی گئی ہے **حبل اللہ** سے مراد **امام** بھی ہے۔

بات لذیذ تر بود در از تر گفتم کا مصداق ہوگئی۔ وہ نشان جسکی طرف میں نے توجہ دلائی کہ یہ سطریں لکھی ہیں ایک **نوے سالہ عمر** کے ایک **شخص** کی **بیعت** ہے جسکی عمر کا بہت حصہ خدا کے مسیح و مرسل کی تکذیب میں گزرا اور جو ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ سلسلہ

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نے ماند

کا مصداق ہے لیکن **سلسلہ عالیہ** کی خارق عادت **تائید** اور **نصرت** نے اس **نوے سالہ** مردہ کو زندہ کر دیا۔ اور وہ شخص جو تکذیب و استہزا کی **قبر** میں دبا پڑا تھا اس **آسمانی صور** کی صدا سے جو **کلمۃ اللہ** کے ذریعہ پھونکا گیا ہے باہر نکل آیا اور حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ہاتھ پر

بیعت توبہ کر کے زندہ ہو گیا۔

اس شخص کی بہت اسکے لئے تو ایک **رحمت** اور **فضل** ہے ہی مگر ہمارے لئے بھی ایک **سبق** ہے کچھ عرصہ گزرتا ہے حضرت **خلیفۃ المسیح** نے **تبلیغ** کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے ایک **خطبہ جمعہ** میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ بعض لوگ کسی شخص کو تبلیغ کرکے بھی جب دیکھتے ہیں کہ وہ **تکذیب** اور **مخالفت** سے باز نہیں آتا تو اس سے **یاس** ہو جاتے ہیں یہ غلطی ہے۔ اس اصل پر آپ نے بڑی تقریر کی یہ واقعہ اس کے بعد ظاہر ہوا ہے کہ ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے دن سے گویا مخالفت کرتا رہا اور آپ کی زندگی بھر اور آپ کے **خلیفۂ اول** کی زندگی بھر اور اس **خلافت ثانیہ** کے آٹھ سال تک اسی مقام پر کھڑا رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کی **تائیدوں** اور **نصرتوں** دیکھ کر سلسلہ کی **صداقت** کے **قبول** کرنے پر بے اختیار ہو جاتا ہے۔ تو پھر ہمیں کسی سے **یاس** ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے + یہ واقعہ ہمارے لئے معمولی واقعہ نہیں بلکہ ہمیں اپنے سلسلہ **تبلیغ** میں **اَن تھک** کوشش اور سعی کی تحریک ہے آخری وقت تک بھی ہمیں کسی سے **یاس** نہیں ہونا چاہیئے + مجھے امید ہے کہ اس واقعہ سے فائدہ اٹھایا جائیگا اور سرسری نظر سے نہیں دیکھا جائے گا۔

میں اب اس شخص کے اصل خط کو صرف اس لئے درج کرتا ہوں کہ خود اسکے الفاظ اگرچہ نہایت سادگی سے معمولی طور پر لکھے گئے ہیں مگر اپنے اندر اپنی گزشتہ زندگی پر ایک افسوس اور **حقیقی توبہ** کے جذبہ کے صحیح اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔

میں اپنے بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس **بزرگ** کیلئے بہت دعا کریں۔ یہ مقبولی ہے جو **ابدال اللہ** میں ہوتی ہے لوگوں نے

ابدال

کے متعلق ایسے **خیالات** بنا رکھے ہیں کہ نعوذ باللہ اسکی مثال **غول بیابانی** کی کہانیوں میں پائی جاتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب انسان خدا کے لئے اپنی زندگی میں ایک **خارق عادت تبدیلی** پیدا کرتا ہے اور وہ **گناہ** اور **غفلت** کی زندگی چھوڑ کر **خدا تعالیٰ** میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتے ہیں تب وہ

ابدال کہلاتے ہیں

اسی طرح پر یہ شخص میرے ذوق کے موافق ایک **ابدال** ہے جو سالہائے دراز کی مخالفت میں زندگی بسر کر کے **حق** و **صداقت** کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے بہرحال اسکا خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کی عمر نوے سال کے قریب ہے۔ اس بدنصیب نے بہت عرصہ سلسلہ حقہ احمدیہ کے بانی خدا کے مرسل مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی۔ اور سمجھتا رہا کہ چند دنوں یا سالوں میں یہ سلسلہ نابود ہو جاوے گا مگر عرصہ کے مشاہدہ اور ہر رنگ کی کامیابی سلسلہ احمدیہ اور تائید حق نے ثابت کر دیا ہے کہ واقعی مسیح موعود علیہ السلام خدا کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آج میں آپ کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں کہ جن میں میں مبتلا تھا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ حضور مہربانی فرما کر خاکسار کی بیعت قبول فرما کر دعا فرماویں کہ اس عاجز کے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما کر خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین ثم والسلام۔

عرضیہ خاکسار ودھاوا قوم درزی از منگوے ڈاکخانہ چندڑ کے تحصیل نارووال +

حضرت حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ

نمبر ۲

مالی قربانی

حضرت حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں اس امر کا بھی بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی **خدمت** کیلئے قربانی کریں خود اپنی حالت یہ تھی کہ نہایت عسر سے گزارہ کرتے تھے باوجہ معذور ہونیکے کوئی کام بھی نہ کر سکتے تھے حضرت اقدس کا ایک خادم **قدیم** سمجھکر بعض لوگ محبت اور اخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو اسطرح پر ملتا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہ کرتے بلکہ اسکو سلسلہ کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش کر دیتے۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلہ کی ایسی نہ ہوتی جس میں وہ شریک نہ ہوتے خواہ ایک پیسہ ہی ہو حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ **قربانی** معمولی قربانی نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا حافظ صاحب کی اس قسم کی **خدمتوں** کا ذکر فرمایا ہے۔

یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی بھوکے رہ کر بھی خدمت کیا کرتے۔

تعمیل ارشاد کا جوش

متواتر فاقہ کشیوں کی وجہ سے انکو ضعف آنکھ کی ایک شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکو دودھ پینے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام حافظ صاحب کو دودھ کے لئے کچھ نقد دیا کرتے تھے حافظ صاحب نے خود مجھ سے ذکر کیا کہ حضرت صاحب کو میرا بہت خیال رہتا ہے اور یہ واقعہ بتایا کہ جب میں نے قبض کی پرانی شکایت کی اور آپ نے دودھ تجویز فرمایا تو خود ہی کہا کہ حافظ ایک سیر دودھ روز پیا کر حافظ صاحب کہتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر میں سوچتا تھا کہ اس حکم کی تعمیل کس طرح کروں کہ حضرت نے خود ہی فرمایا کہ حافظ صاحب پیسے مجھ سے لیا کرو اور مجھ نقد بھی مجھکو دیدیا اور ہفتہ دیتے رہے چنانچہ حافظ صاحب جب تک میں قادیان میں تھا اس کا برابر التزام رکھتے اور خدا تعالیٰ سامان کرتا تھا یہ دودھ وہ صرف اسلئے پیتے تھے کہ حضرت صاحب نے حکم دیا تھا کہ ہر روز ایک سیر یا کر مجھ سے بیان کیا کرو ہاں اگر حضرت صاحب حکم بند کر دیتے تھے پیتے اور حضرت صاحب سے جو کچھ سنتے اسپر عمل کرنے کا جوش ان میں بہت پایا جاتا تھا۔

دوسروں کے لئے ایثار اور قربانی

جہاں حافظ صاحب ان **حقوق** کا جو حقوق اللہ کہلاتے ہیں بہت بڑا خیال رکھتے اور تقرب الٰہی کے لئے نمازوں کی پابندی اور روزوں کا التزام اور نوافل اور **تہجد** کا خاص اہتمام کرتے تھے اور سلسلہ کی خدمت کے لئے جو کچھ انکو میسر آتا تھا وہ دینے میں کبھی تامل نہ کرتے تھے وہاں یہ ان کا ایک خاص **شیوہ** تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے بھی ہر وقت آمادہ رہتے تھے اور یہ جوش ان میں اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ بعض اوقات وہ خود فاقہ کرتے اور اپنی روٹی دوسروں کو دیدیتے تھے کہ دوسروں کو پتا بھی نہیں لگتا تھا ان کے اس **نیک عمل** کی ایک **مثال** ایک مخلص دوست نے محض **اظہار شکر گزاری** کے لئے خود ظاہر کر دی ہے اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسی سلسلہ میں **الفضل** میں سو لیکر درج کر دوں۔ اس عملی مثال سے معلوم ہوگا کہ حافظ معین الدین کن خوبیوں کا مجموعہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت اور تربیت نے اس مس خام کو کندن بنا دیا تھا اور اس مشت خاک کو اکسیر کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔

وہ فرشتہ آیا

حضرت حافظ معین الدین صاحب مرحوم قادیانی کی زندگی کا ایک ورق ہر روز میرے پیش نظر رہتا ہے اور میں اس ذکر کیلئے رطب اللسان رہتا ہوں چونکہ اس سے صرف میں ہی واقف ہوں اسلئے دوسروں کو سنا کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں +

ایام قیام دور الضعفاء قادیان میں ایک دن میرا قافلہ خالی تھا کہ ایک ارائیں موضع منگل (متصل قادیان) سے گاجریں بیچنے آیا۔ اور آواز دی میرے بچے لپکے اور کہا گاجریں لے دو۔ میں نے کہا جب اچھی گاجریں آوینگی تو لیں گے۔ گاجر فروش بولا کہ میری گاجریں میٹھی ہیں کھا کر دیکھ لو اور دو گاجریں بچوں کے ہاتھ میں دیدیں انھوں نے کہا کہ ابا جی گاجریں میٹھی ہیں لے دو۔ میں نے توکلاً علی اللہ دو پیسہ کی گاجریں لے دیں۔ بچوں نے کھا کر اور مطالبہ کیا میں نے سوچا کہ جہاں سے دو پیسہ دیئے جاوینگے وہیں سے دو اور بھی دیدوں گا اسلئے اور دو پیسہ کی گاجریں لے دیں بچے نے گھر کو پہونچے تو انکی والدہ نے کہلا بھیجا کہ گاجریں تیریں ہیں اور بھیجدو اور یہ استدعا ضرورت سمجھ کر لی گئیں مگر پیسہ کوئی پاس نہ تھا اسی اثنا میں ایک غریب نومسلم نے کہا کہ مجھے بھی دو پیسہ کی گاجریں لے دو مگر پیسہ میرے پاس نہیں ہے اسکو بھی دو پیسہ کی گاجریں لے دیں اور قیمت اپنے ذمہ ڈال لی جب بائع نے قیمت طلب کی تو میں نے اس سے کہا کہ تم قادیان گاجریں فروخت کرکے واپسی پر ہم سے لیدیں گے اس نے نہایت اضطراب سے کہا کہ میں نے قادیان سے اسٹیشن فریدنی ہیں مجھے ابھی دردیدو اسپر مجھے بہت فکر ہوا اور اپنا ایک بچہ ایک بچہ کے ہاتھ بھیجا جو کہ دار الضعفاء کی مسجد پر کام کرتا تھا کہ وہ آنے نقد دیدو ہم روپیہ توڑا کر تم کو کل دیدینگے یہاں نبی بخش معمار سیالکوٹی سے بلا تامل ہر دو آنے لیکر اور گاجر فروش لیکر چلا گیا۔

بچوں نے ہر روز انہیں گاجروں پر سر کیا جب وہ روٹی مانگتے میں انکے پیٹ کا حال پوچھتا وہ کہتے کسی قدر درد ہے میں اسپر کہدیتا کہ جب تک پیٹ صاف نہ ہو کھانا مناسب نہیں یہانتک کہ شام کو بھی انکو یہی جواب دیکر سلا دیا گیا اور خود بھی نماز عشاء پڑھکر چارپائی پر لیٹ گیا بیوی بھی خاموش ہو کر پڑ رہی۔ اتنے میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی میں نے بیوی سے کہا **وہ فرشتہ آیا** جس کا مطلب یہ تھا کہ اب تمہارے لئے خدا نے کچھ کھانے کا سامان بھیجا ہے۔

دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا کہ حافظ معین الدین صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ملوت کیوں تکلیف فرمائی۔ فرمایا کہ میں نماز عشاء پڑھکر سونے لگا تھا کہ یکایک میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ غلام کا حال پوچھنا چاہیئے اسلئے آیا ہوں۔ میں انکو بعزت و احترام گھر میں لاکر بٹھایا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ روٹی آئی تھی میں نے کہا کہ میرے پاس رکھی ہوئی صبح تک خراب ہو جائیگی اسلئے تمہارے پاس لایا ہوں تمہارے بچے کھالیں گے میں نے کہا کہ بچے تو آرام سے پڑکر سو رہے ہیں آپ نے اسوقت بڑی تکلیف اٹھائی تو فرمایا اچھا آپ کے مُرغ کھالیں گے میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا رزق آیا ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیئے حافظ صاحب نے آٹھ روٹیاں عنایت کیں اسکے بعد ایک روپیہ نکالکر آپ نے میری طرف کیا اور کہا کہ یہ بھی لے لو۔ میں نے بہت زور سے منع کیا کہ آپ نابینا ہیں ہمکو آپ کی خدمت کرنی چاہیئے اس سے معاف فرمایئے تو آپنے اسی قدر اصرار سے کہا کہ منظور کرو اب رد کرنا اچھا نہیں میں نے اسکو بھی خدا کی امداد سمجھ کر رکھ لیا اور آپکے لئے حافظ صاحب کو روکا کہ اسطرح نہ کیا کریں۔

آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو مجھ سے کراتا ہے وہ کرتا ہوں۔ آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ یہ اسب کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے ہے میں جسکو وہ روپیہ ٹوٹا کر یا ں بی بخش صاحب معمار کے مرحومہ نے مگر انھوں نے لینے سے انکار کیا۔ لیے دو بار دیکھے پھر بھی انکار کیا۔ بارہ خود لیکر گیا انھوں نے ناچار میں لے کر پھر واپس کر دیئے اور کہا کہ میں نے اس نیت سے نہیں دیئے تھے۔

غرض حافظ صاحب کی اس بات نے مجھے بڑا سبق دیا کہ صمدی اسے کہتے ہیں کہ سوئے ہوئے اٹھ کر بجائے نابینائی میرسکندر تک پہنچ گئے۔

اگرچہ دار الامان کے اس مہاجر نے اپنا نام نہیں دیا مگر میں اسکو پردہ میں رہنے دینا اسلئے پسند نہیں کرتا کہ ایک مرحوم اور مخلص بھائی کی عملی ہمدردی کا نمونہ زیادہ قوی اور قابل قدر ہو جائے اور میں **مہاجر نے احسان شناسی** کی اس **عملی مثال** کو قائم کیا ہے اور اپنے **صبر اور قناعت** کا ایک نمونہ دکھایا ہے اُس سے بھی احباب واقف آگاہ ہو جائیں۔

یہ مہاجر میرے بہت پرانے دوست **میر مہدی حسین صاحب** مکوج ہیں۔ خدا کے فضل سے وہ زندہ موجود ہیں۔ انھوں نے اپنے اس ذاتی واقعہ سے (جو فی الحقیقت حافظ معین الدین صاحب کی زندگی کا ایک ورق ہے بہت سے لوگوں کو مرحوم کے ساتھ ایک محبت پیدا کرنے کا موقعہ دیدیا ہے اور دوسرے لوگ بھی جو حافظ معین الدین صاحب کی زندگی کے کسی عملی واقعہ اور حالات سے واقف ہوں اور ان واقعات کا اظہار کریں تو یہ ایک قابل قدر خدمت سلسلہ کی ہوگی +

حافظ معین الدین مرحوم کی زندگی میں ایسے واقعات ملتے ہیں جو نہایت عبرت انگیز ہیں۔ انکی یہ **قربانی** اور **ایثار** (جس کی نظیر آج ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ جانوروں تک بھی اسکو دین کو کرتے تھے۔ جس مکان میں حضرت صاحبزادہ مرزا **بشیر احمد** صاحب رہتے ہیں پہلے یہ نہایت خستہ حالت میں ایک کھنڈر سا پڑا ہوا تھا۔ اسکے ایک حصہ میں ایک مرتبہ ایک کتیا نے بچے دیئے ہوئے تھے اور بارش کے ایام تھے میں نے ایک دن دیکھا کہ حافظ صاحب کرتے پڑتے نہایت تکلیف سے ادھر کو جا رہے ہیں میں نے پوچھا حافظ صاحب کدھر جا رہے ہو۔ تو جواب میں اپنی عادت کے موافق ہنسکر پوچھا کون؟ شیخ صاحب ہیں۔ پھر السلام علیکم کے بعد کہا کہ کتیا نے بچے دیئے ہوئے ہیں میرے پاس روٹی پڑی ہوئی تھی میں نے کہا کہ جھڑی کے دن ہیں اسکو ہی ڈالدو۔ مجھکو شرم آتی ہے یہ الفاظ کافی سے زیادہ اثر رکھتے تھے۔ ایسا آدمی ہے۔ راستہ خراب ہے کیچڑ ہے بچوں والی کتی ہے جو بچوں کی حفاظت کے جوش میں دیوانہ سی ہو رہی ہے مگر یہ مرد خدا اسکے بچوں کی بھلائی کے جذبہ سے متحرک ہو کر اپنی روٹی دینے کیلئے جا رہا ہے۔ ہم میں کسقدر ہیں جو اپنے بھوکے بھائی کا بھی خیال رکھتے ہیں؟ یہ واقعہ یہ جوش حافظ صاحب میں کہاں سے آتا یہ ایک سوال ہے جسکا جواب میں آگے چلکر دوں گا۔ وباللہ التوفیق + باقی آئندہ

مجاہد مصر کا سفر نامہ

نمبر چہارم

۷ جنوری اور ۱۴ جنوری ۱۹۲۳ء میں جو حصہ شائع ہوا ہے۔ وہ اس نمبر کے بعد کا ہے۔ یہ غلطی سے چھپا گیا تھا۔ اس لئے اب اس کو درج کر دیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ جہاز جس میں میں سفر کر رہا ہوں۔ اٹلی والوں کا ہے۔ مال کا جہاز ہے۔ رفتار ۸ - ۹ میل فی گھنٹہ ہے۔ مگر چلتا صاف ہے۔ اس میں بھیڑ نہیں ہے۔ مسافر تھوڑے ہی ہیں۔ جن میں سے میں مصر جا رہا تھا۔ کچھ ہندو عدن جا رہے تھے۔ باقی کے ہندو مالٹا۔ جبرالٹر۔ جینوا اور جرمن جا رہے تھے۔

مجھ کو ہندوؤں کی حالت پر رشک آیا۔ وہ کس طرح سے اپنے ملکوں سے باہر جا رہے ہیں۔ اور ساری دنیا کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے۔ مگر مسلمان تو قطعاً اپنے گھر سے باہر قدم رکھنا اپنے لئے عیب اور بڑا مشکل جانتے ہیں۔

ہندو مسافر ہر آنے نئے کھانے تیار کرتے۔ اور پھر ایک دوسرے کو بطور تحفے کے بھیجتے۔ انہوں نے جہاز میں بلحاظ کھانوں کے ہندوستان ہی بنایا ہوا تھا۔ ان کی ہمت قابل داد ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھ آٹا۔ نمک۔ مرچ۔ دال۔ گھی۔ گوشت سب کچھ رکھا ہوا تھا۔ کوئلوں کی بوری ایک انگیٹھی۔ لمبے سفر والے احباب۔ ان کے اس طریق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس کھانے پکانے میں وقت بھی اچھا گذر جاتا ہے۔

ان ہندوؤں میں سے دو یا ہوٹل فرم کے ملازم تھے اور بعض اور فرموں کے۔ اس سے ہندیوں کی قوم پروری کا پتہ ملتا ہے کہ کس قدر بعید ملکوں میں انہوں نے اپنی تجارتیں کھولیں۔ مگر کام کرنے والے اپنے ہی ملک کے آدمی منگوائے ہیں اور لگائے ہیں لیکن یہ امر افسوس سے دیکھا جائیگا۔ کہ مسلمان کی تو نہ اس قسم کی کوئی فرم ہے۔ اور نہ انکو قوم پروری کا شوق ہے بلکہ جب دیکھا تو نفس پروری کا ہی شوق پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر جہاز کے ملازمین کو دیکھا۔ جو کہ سارے اٹالین تھے۔ ان کی تقسیم چار طرح پر تھی۔ ایک وہ جو انجن ڈرائیور کے ماتحت تھے۔ کوئلہ ڈالنے کے کام یا اس کو صاف رکھنے کا کام کرتے ہیں

دوسرے جو جہاز کی عام صفائی کرنے کے ذمہ دار تیسرے وہ جو جہاز کے کپتان کے احکام کی تعمیل کرتے یا کراتے۔

چھوٹے سفرقہ نشی۔ افسر پانی۔ یا دوکان کے منیجر۔ یا باورچی خانے کے ملازم۔

میں نے ان سب کو دیکھا۔ کہ وہ وقت کے از حد پابند تھے اپنے افسر کے حکم کی پوری پابندی کرتے تھے۔ جو جہاز کی صفائی کے ذمہ دار تھے۔ ان میں سے جب کسی کو ان کا افسر کہتا کہ ٹٹی تم نے صاف کرنی ہے۔ بغیر کسی قسم کے سوچ بچار کے ٹٹی میں گھس جاتا۔ گویا کہ وہ بھنگی ہے۔ اور خوشی سے کر رہا ہے۔ میں نے ان نظاروں کو غور سے دیکھا۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ بری رسم ہے۔ کہ ملازم کہہ دیتا ہے۔ کہ جی یہ میرا کام نہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ کہ وہ یہ کہے۔ کہ یہ میرا کام نہیں۔

پھر میں نے دیکھا۔ کہ وہ اپنے افسروں کا حد سے زیادہ ادب کرتے تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ مرض بھی پائی جاتی ہے کہ ملازم آقا کے سامنے گفتگو کرنے لگ جاتا ہے۔ جیسے اس کا ایک دوست ہے۔ اٹالین ملازم کام کرنے کے وقت پھٹے پرانے کپڑے پہن لیتے۔ اور کام سے فارغ ہو کر جھٹ صاحب بہادر بن جاتے۔

ان میں ایک جہاز کا ملازم جس نے اپنے انور بے خیش کی مونچھیں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ ڈیوٹی سے آکر حجامت کا کام کرتا اور پیسے لیتا۔ کسی کپڑے دھو دیتا۔ اور اس نے مختصر سی دوکان بھی اپنے ٹرنکوں کے اندر رکھی ہوئی ہے جس میں چیزیں مسافروں کے پاس فروخت کرتا۔ اس نے مجھے بتلایا کہ وہ ہزار ۱۲ سو فرانک اس طرح اٹلی سے بمبئی تک اور بمبئی سے اٹلی تک میں کما لیتا ہے اس کی محنت بہت قابل تعریف تھی۔ وہ میرے کپڑے بھی جہاز پر دھوتا۔ اور کبھی اس نے شرم نہیں کی۔ لیکن ساتھ اس کے ساتھیوں میں یہ بات دیکھی۔ کہ انہوں نے اس کو نہیں کہا۔ کہ تم کیا کرتے ہو بلکہ اس سے دریافت کرتے۔ کہو آج کچھ کمایا یا کچھ آج بکا مجھے یاد ہے۔ کہ ہم نے ایک شخص کو جبرالٹر تک نوبت پہونچ گئی مکرم معظم شیخ اسمٰعیل صاحب سرساوی کی سفارش پر نوکر رکھنا چاہا۔ تو میں نے اس کو کہا۔ کہ دیکھو گھر کی چیز سودا وغیرہ لانا ہوگا۔ دفتر صاف رکھنا ہوگا۔ رات کو تم پہرہ دے لیا کرو۔ اس سے تم کو وہ ریویہ مل جایا کریگے۔ کہنے لگا کہ سودا میں لاؤنگا مگر اپلے وغیرہ جلانے کی چیزیں نہیں لاؤں گا۔ لوگ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ پہرہ میں نہیں دے سکتا۔ میرے رئے دھبہ ہے۔ تو اس قسم کے لوگ ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں جو حلال اور جائز کے کام کو حرام خیال کرتے ہیں۔ یہ بات بہت سی ترقیوں کے راستے میں روک ہے۔ سمندر کی ہوا سرد ہے۔ کہیں خشکی یا پہاڑ نظر نہیں آتا۔ ہاں کبھی کسی جگہ سفید رنگ کی بطخیں پانی پر اڑتی ہوئی اور نظر آتیں۔ اور پھر پانی کی لہر کے اوپر بیٹھ کر سیلوں لیتی چلی جاتیں۔ وہ جہاز کے ساتھ ساتھ کلیلیں کرتی تھیں ۲ مارچ ۲۲ء کو رات کو سمندر تیز ہوگئیں۔ ہوا بھی تیز تھی۔ بڑا کیبل لینے کی ضرورت پڑی۔ جہاز میں اندر تک پانی آجاتا۔ اور قریباً سارا ہی تختہ دہل جاتا۔

طبیعت ذرا گراں رہی۔ سوکھی روٹی اچار سے کھا کر دن رات گذار دیا۔

۳ مارچ سورج کو پانی میں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ نظارہ بڑا خوش کن تھا۔ یوں معلوم ہو کہ بنا کر نکالا ہے۔ میری توجہ پانی کی طرف لگی گئی۔ اور میں نے فکر کیا۔ کہ اس نے اپنے فضل سے اس سمندر کو روک رکھا ہے۔ ورنہ وہ اس کو اگر حکم دے۔ تو آن واحد میں دنیا تباہ ہو جائے۔ سمندر کو دیکھ کر بہت لطف آیا۔ اوپر آسمان ایک نیلے پیالے کی طرح نظر آیا۔ نیچے سمندر ایک نیلے طشت کی طرح درمیان میں ہمارا جہاز چلتا ہوا کیا بھلا معلوم ہوا۔

میری کمر کے نیچے لوہے کی پٹی تھی۔ اس نے بہت تکلیف دی۔ وہ جگہ زخمی ہو گئی۔ موٹا کمبل کمر کے نیچے ڈال لیا۔ اس سے قدرے آرام محسوس ہوا۔

۴ مارچ طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ سخت چکر آتے رہے۔ تکیہ سے سر نہیں اٹھا سکا۔ روٹیاں بالکل خراب ہو گئیں صرف ۱۲ چھوٹے بسکٹوں پر دن گذارا۔ کلام محمود سے کچھ پڑھتا رہا عربی بول چال مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن کے فرہنگ جدیدہ کے کچھ الفاظ یاد کئے۔ رات خوب ٹھنڈی رہی۔

۵ مارچ طبیعت کل کی نسبت صاف ہو گئی۔ مگر پورا آرام نہیں۔ اب صرف ۶ بسکٹوں پر دن اور رات چھ بسکٹوں پر گذارنی پڑی۔ اتنی کم غذا میں نے کبھی نہ کھائی تھی۔ غذا کی قلت تنہائی۔ اس پر لیٹے کے ساتھ جسم کا زخمی ہونا یہ ساری باتیں مل کر طبیعت بہت گداز ہوئی۔ خدا کی طرف جھکنے کا بہت موقع ملا۔

۶ مارچ طبیعت بہت عمدہ ہے۔ چکر بند ہو گئے۔ اب جہاز میں کپڑے ہولے سے چلنے سے یا بیٹھنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ حضرت خلیفہ ثانی کی تقریروں کو پڑھنا شروع کیا اس سے طبیعت میں بہت فرحت پیدا ہوئی۔ ضعف بہت بڑھ گیا۔

کھانے کی از حد تکلیف کی وجہ سے دل میں آیا۔ کہ ہندوؤں کو کہوں کہ روپیہ لے لیں۔ اور میرے کھانے کا انتظام کریں۔ مگر خیال آیا۔ کہ وہ یہ نہ کہیں کہ بھئی ہم نے کوئی ہوٹل کھولا ہوا ہے اس لئے پھر خاموش ہو گیا۔

آج بسکٹ بھی نہ رہے۔ وہی سوکھی روٹی باقی تھی۔ آج کی رات بہت عمدہ ہے۔ طبیعت میں فرحت پیدا ہوتی ہے۔ میں بھوکا تھا۔ اٹلی والوں نے میری سیٹ کے سامنے باجے بجانے اور گانے اور ناچنے کا کام شروع کر دیا۔ دو کم عمر لڑکے تھے۔ بڑی عمر کے نوجوان ان کو چھاتی سے لگا کر ناچتے تھے۔ ان کے باجوں سے طبیعت بیلی مگر ان کے ناچ سے طبیعت خراب ہوئی دل میں خوف خدا پیدا ہوا۔ جہاز بڑے مزے سے چل رہا سمندر کی روانی ایسی تا معلوم ہے۔ کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ چل رہا ہے تو بہ استغفار میں رات فاقے سے گذار دی۔ میں نے خدا کے حضور آج بہت تضرع کے ساتھ درخواست کی۔ کہ حضور میری اس حالت کو میرے والدین کبھی بھی دیکھ نہ سکتے۔ میرے بہن بھائی میرے عزیز دوست کبھی بھی میری اس تکلیف کو برداشت نہ کرتے۔ حضور آپ تو ان سب سے بڑھ کر شفیق ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر مہربان ہیں۔ کروڑوں کروڑ چیزیں آپ نے میرے لئے بنائیں۔ کیا حضور میری اس حالت کو دیکھ کر خاموش ہی رہیں رکھیں گے۔ حضور کوئی بندوبست کریں۔ ورنہ میں تو مر جاؤں گا۔

(باقی پھر)